

ابن الحسن محمدی

انبیاء و صلحا سے متعلق بعض عقائد

ہمارے ہاں بہت سارے لوگ انبیاء، رسل اور اولیا و صلحا کے بارے میں مختار خزانہ الہی، اللہ تعالیٰ کی ذات کا مظہر، پناہ عالم، ہر بلا کے دافع، جان و مال کے مالک، عالم میں تصرف اور تدبیر کرنے والے، دنیا و آخرت کی تمام نعمتیں عطا کرنے والے، اللہ تعالیٰ کے نائب، قسیم النار، شمس و قمر اور ملکوت السماوات والارض پر حکم چلانے والے، نفع و نقصان کی کنجیاں جن کے قبضہ اور مٹھی میں، حاجت روا، مشکل کشا، فریاد رس، روزی رساں، کارساز، مافوق الاسباب میں مدد کرنے والے، فتح و نصرت عطا کرنے والے، داتا، دستگیر، لچپال، غریب نواز اور اس جیسے دیگر عقائد رکھتے ہیں۔

ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ دور و نزدیک سے انہیں پکارنا، ان کے نام کی دہائی دینا، مشکل میں ان سے مدد مانگنا، انہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارشی بنانا، ان سے دعائیں مانگنا، ان سے صحت و شفا کا سوال کرنا، ان کے سامنے اپنی حاجات رکھنا، ان سے خیر و برکت اور فتح و کامیابی کی امیدیں قائم کرنا، ان سے استعانت و التجا اور استغاثہ کرنا جائز ہے، وہ ان کے نام کی نذر اتارنے کے ساتھ ساتھ ان کے سامنے جھکتے اور سجدے کرتے ہیں۔

ان کے عقائد میں یہ بھی شامل ہے کہ اولیا دلوں کے بھیدوں سے واقف ہوتے ہیں، وہ ہمارے حالات سے بہ خوبی آگاہ ہیں، سارا جہاں ان کے سامنے ہے، وہ علم غیب رکھتے ہیں، سنتے ہیں اور جانتے ہیں۔

ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ صلحا و اولیا کی قبروں کو پختہ کرنا، ان کی تزئین و زیبائش کرنا، ان

پر قبے بنانا، ان کی طرف سفر کرنا، ان کی قبروں پر عرس و میلے لگانا، ان کی قبروں کی مجاوری اختیار کرنا، وہاں سبیلیں لگانا، قبروں پر چادریں اور پھول چڑھانا، ان پر چراغ جلانا، قبروں کا طواف، ان پر اعتکاف بیٹھنا، قبروں کو بوسے دینا، مَس کرنا، قبر کے سامنے باادب اور باوضو کھڑے ہونے کا اہتمام کرنا، قبروں پر نماز اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا، دیگیں چڑھانا اور قبروں کو تریاقِ مجرب سمجھنا جائز ہے۔ ان کا خیال ہے کہ یہ اولیاء اللہ کی تعظیم و تکریم ہے، جو یہ اعتقاد نہ رکھے، وہ ایسا ویسا ہے۔

ان تمام شرکیات و کفریات، بدعات اور خرافات کو روا رکھنے کے لیے ناجائز تبرک اور ناجائز توسل کا چور دروازہ کھولا گیا ہے۔ سابقہ مشرکین کا اپنے بزرگوں کے متعلق یہی عقیدہ تھا، وہ یہی کہتے ہیں کہ اولیا و صالحین کا اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام و منزلت ہے، ہم تو صرف ان کے وسیلے سے مانگتے ہیں، ہم انہیں سفارشی بناتے ہیں، ان سے تبرک حاصل کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ وہ توسل و تبرک کی اوٹ میں شرک کرتے تھے، آج بھی مشرکین کا یہی حال ہے۔

تبرک نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی کے ساتھ خاص ہے، یہ وہ تعظیم ہے جس میں آپ کا کوئی شریک و سہم نہیں۔ اس حوالے سے مدلل تحریر پیش کی جا چکی ہے۔ اس کے برعکس بعض لوگ اولیا و صالحین سے بھی تبرک کے قائل ہیں، ان کے دلائل پر ایک نظر کرتے ہیں:

دلیل نمبر ① :

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، فَيَغْزُو فِتْنًا مِّنَ النَّاسِ، فَيَقُولُونَ :
فِيكُمْ مِّنْ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُونَ :
نَعَمْ، فَيَفْتَحُ لَهُمْ، ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، فَيَغْزُو فِتْنًا مِّنْ

النَّاسِ، فَيُقَالُ: هَلْ فِيكُمْ مَن صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحَ لَهُمْ، ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، فَيَغْزُو فِتْنَامٌ مِّنَ النَّاسِ، فَيُقَالُ: هَلْ فِيكُمْ مَن صَاحَبَ مَن صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحَ لَهُمْ».

”لوگوں پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ لوگوں کی جماعتیں جہاد کریں گی۔ ان سے کہا جائے گا: کیا تم میں کوئی رسول اللہ ﷺ کا صحابی ہے؟ وہ کہیں گے: جی ہاں! تو انہیں فتح نصیب ہوگی۔ پھر لوگوں پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ لوگوں کی جماعتیں جہاد کریں گی، تو ان سے پوچھا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے، جس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی صحبت اختیار کی ہو (تابعی ہو)؟ وہ کہیں گے: جی ہاں! تو انہیں فتح نصیب ہوگی۔ پھر لوگوں پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ لوگوں کی جماعتیں جہاد کریں گی، تو ان سے پوچھا جائے گا: کیا تم میں کوئی شخص ایسا ہے، جو اصحاب رسول کی صحبت اختیار کرنے والوں کی صحبت سے مشرف ہوا ہو (تابعی ہو)؟ وہ کہیں گے: جی ہاں! تو انہیں فتح حاصل ہوگی۔“

(صحیح البخاری: 3649، صحیح مسلم: 2532)

تبصرہ :

کسی چیز کا مبارک اور بابرکت ہونا الگ چیز ہے، متبرک ہونا ایک الگ۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو خیر و برکت عطا فرما دیتے ہیں۔ ان کے اعمالِ صالحہ، ان کی دعاؤں اور ان کے اخلاص کی وجہ سے معاشرے میں آسودگی آتی ہے۔ اہل خیر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انسانوں کو

ڈھیروں برکات سے نوازتے ہیں، مگر اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ان سے تبرک حاصل کیا جائے۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام کے اعمالِ صالحہ کی بہ دولت اللہ تعالیٰ نے امت کو بھلائیاں عطا فرمائی ہیں۔ ان کی دعاؤں اور اخلاص کی وجہ سے مسلمانوں کو فتح و نصرت نصیب ہوتی ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

«هَلْ تَنْصَرُونَ وَتُرْزَقُونَ إِلَّا بِضَعَفَائِكُمْ» .

”تمہیں نصرت و رزق تمہارے کمزوروں ہی کی وجہ سے عطا کیا جاتا ہے۔“

(صحیح البخاری: 2596)

اسی طرح سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

«أَبْغُونِي ضَعَفَائِكُمْ، فَإِنَّكُمْ إِنَّمَا تُرْزَقُونَ وَتَنْصَرُونَ بِضَعَفَائِكُمْ» .

”مجھے اپنے کمزور لوگوں میں تلاش کرو۔ بلاشبہ تمہیں کمزوروں کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے اور انہی کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے۔“

(مسند الإمام أحمد: 198/5، سنن أبي داود: 2594، سنن النسائي: 3181، سنن

الترمذي: 1702، وسنده صحيح)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”حسن صحیح“، امام ابن حبان رحمہ اللہ (4767) نے ”صحیح“

اور امام حاکم رحمہ اللہ (2/104، 105) نے ”صحیح الاسناد“ کہا ہے۔

ان دونوں حدیثوں کی وضاحت ایک اور حدیث میں یوں آتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

ارشاد فرمایا:

«إِنَّمَا يَنْصُرُ اللَّهُ هَذِهِ الْأُمَّةَ بِضَعِيفِهَا، بِدَعْوَتِهِمْ وَصَلَاتِهِمْ

وَإِخْلَاصِهِمْ».

”اللہ تعالیٰ اس امت کی مدد صرف اس کے کمزور لوگوں کی دعا، نماز اور ان کے اخلاص کی وجہ سے کرتا ہے۔“

(سنن النسائي: 3180، حلية الأولياء وطبقات الأصفياء لأبي نعيم الأصبهاني: 26/2،

وسندہ صحیح)

اتنی وضاحت کے بعد بھی اگر کوئی شخص اس حدیث سے فوت شدگان یا زندوں کا تبرک ثابت کرے، تو اس کا یہ عمل دیانت علمی کے خلاف ہے۔ اس حدیث سے اولیا و صالحین کے تبرک کا جواز ثابت کرنا شرعی نصوص کی معنوی تحریف ہے۔ اس سے زندہ لوگوں کی دعا کا وسیلہ ثابت ہوتا ہے اور اسے اہل سنت والجماعت، یعنی اہل حدیث جائز اور مشروع سمجھتے ہیں۔

موجودہ دور میں انبیاء کرام کی قبور

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے شیخ و محدث، ابو عبد اللطیف، حماد بن محمد انصاری،

افریقہ رحمہ اللہ (1344-1418ھ) فرماتے ہیں:

لَا يُوجَدُ نَبِيٌّ فِي الدُّنْيَا يُعْرِفُ قَبْرَهُ إِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهَذَا إِجْمَاعُ بَيْنَ السَّلَفِ.

”دنیا میں کسی بھی نبی کی قبر معلوم نہیں، سوائے ہمارے نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کے۔ اس بات پر سلف صالحین کا اجماع ہے۔“

(المجموع في ترجمة العلامة المحدث الشيخ حماد بن محمد الأنصاري: 504/2)

